ممیات(Memetics): ثقافت کی منتقلی کا اکائی

Memetics: An Entity of Cultural Transition

ڈاکٹر سمیرا اکبر* ، ڈاکٹر طارق ہاشمی**

Abstract:

Memetics is a new field of knowledge in which we study meme. Meme is a term that is coined by Richard Dawkins in "The Selfish Gene"(1976). He says that meme is much similar to gene. As a gene is the unit of transmission of heredity in the same way meme is the unit of cultural transmission. According to Dawkins, a meme is an , belief, idea, theory, concept, behavior, or attitude that is held in the minds of one or more individuals. A meme can transfer from mind to mind. Memes can create and spread themselves in the meme pool by leaping from brain to brain via a process which is called imitation. As a result of Dawkin's book, many researchers began to think and write about memetics, and this model laid the foundation for a new field of study that studies self-contained units of culture.

Key words: Meme, Richard Dawkins, Transmission, Culture, Imitation, mind

کلیدی الفاظ: میم، رچرڈ ڈاکنز، منتقلی، ثقافت، نقل، ذہن

ممیات(Memetics)ایک شعبہ علم ہے جس میں ثقافت، اس کے ارتقا اور اس کی اگلی نسلوں میں منتقلی جیسے مباحث کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ممیات کی اصطلاح دو الفاظ ''میم'' اور ''یات'' سے مرکب ہے۔اس کے لیے انگریزی میں Memeticsکا لفظ استعمال ہوتا ہے جو ایک یونانی لفظ (Mimetes) بمعنی ''نقل کرنے

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

والا" یا "دکھاوا کرنے والا" سے ماخوذ ہے۔ یہ اصطلاح پہلی بار ایک برطانوی ماہر حیاتیات اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے استاد رچرڈ ڈاکنز (Richard Dawkins) نے اپنی ایک تصنیف "The Selfish Gene" مطبوعہ 1976 میں متعارف کرائی۔ انہوں نے یہ اصطلاح جین (Gene) کی طرز پر بنائی۔ ان کا کہنا ہے کہ میم جین سے مشابہ ہے جس طرح سے جین وراثت کی منتقلی کی اکائی ہے اسی طرز پر میم ثقافت کی منتقلی کی اکائی ہے۔ اور میم کے مطالعے کو میمیات (Memetics) کہا جاتا ہے۔ Dawkins کے مطابق:

> "The new soup is the soup of human culture. We need a name for the new replicator, a noun that conveys the idea of a unit of cultural transmission, or a unit of imitation."(1)

Micheal Payne and Jessica Rae Barbera اپنی تصنیف "A Dictionary of cultural and critical theory" میں اس اصطلاح کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "(ترجمہ) جینز کی طرح، میمز بھی معلومات کو نقل کرتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ میم ایک دلکش دھن، لباس پہننے کا ایک اسٹائل، ایک مخصوص جملہ، ایک اخلاقی قدر، رقص کا ایک انداز اور کوئی عمل جیسے سگریٹ نوشی، وغیرہ ہو سکتا ہے۔"(۲)

ثقافتی ارتقا انسانی ارتقا کی طرح ایک قدیم اور اہم موضوع ہے۔ رچرڈ ڈاکنز ثقافتی ارتقا کی تاریخ کو ڈارون کے عہد سے جوڑتے ہیں۔ ڈاکنز کے مطابق میم وہ خیال , نظریہ، عقیدہ، تصور، طرز عمل یا رویہ ہے جو ایک یا ایک سے زیادہ افراد کے ذہنوں میں ہوتا ہے، جو اپنے آپ کو ایک دماغ سے دوسرے دماغ میں منتقل کر سکتا ہے۔ نیز یہ ایک ایسا پیٹرن ہے جو اپنے گردو پیش پر اثر ڈالتا ہے اور اسے پھیلایا یا پراپوگیٹ کیا جا سکتا ہے۔ بقول ڈاکنز:

> "Just as genes propagate themselves in the gene pool by leaping from body to body via sperms or eggs, so memes propagate themselves in the meme pool by leaping from brain to brain via a process which, in the broad sense, can be called imitation."(3)

وہ مزید لکھتے ہیں:

> "جینز کی طرز پر ہی کچھ میمز بہت کم عرصے میں تیزی سے پھیل جاتے ہیں، لیکن یہ میمز، میم پول میں

زیادہ دیر قیام نہیں کر پاتے۔ مقبول گانے اور تیزی سے بدلتے ہوئے فیشن اس کی مثالیں ہیں۔"(۴)

اس نظریے کی وضاحت کے لیے وہ ایک سائنسدان کی مثال دیتے ہیں جو کسی نئی ایجاد یا نئے خیال کے متعلق سوچتا ہے، بعد ازاں وہ اسے اپنے رفقا اور طلبا کو بتاتا ہے، اس خیال کو اپنے لیکچر ز اور مضامین میں بیان کرتا ہے۔ یوں جو خیال پر اثر ہو وہ ایک دماغ سے دوسرے دماغوں تک پھیلتا چلا جاتا ہے۔ یوں میم، میم پولز میں پیدا ہوتی ہیں اور انہیں ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل کیا یا پھیلایا جا سکتا ہے۔ وہ میم کو زندہ سٹرکچر قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"جب کسی دماغ میں ایک زرخیز میم لگایا جاتا ہے تو اس دماغ کو ایک طرح سے طفیلی بنا دیا جاتا ہے، وہ دماغ میم کو ایک دماغ سے ایک دماغ میں منتقل کرنے کے لیے ایک سواری کا سا کام کرتا ہے۔ جس طرح ایک وائرس میزبان سیل کے جینیاتی نظام کو طفیلی بنا سکتا ہے۔"(۵)

ڈاکنز کہتے ہیں کہ ہم جب دنیا سے رخصت ہوں گے تو اپنے پیچھے دو چیزیں چھوڑ کر جائیں گے جینز اور میمز۔ جہاں تک جینز کا تعلق ہے تو ہمارے بچے ہمارے جینز کا بڑا حصہ وراثت میں لیتے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ہمارے جینز کا حصہ آنے والی نسلوں میں کم ہوتا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں:

"ہمارے جینز لافانی ہو سکتے ہیں لیکن جینز کا ایک خاص مجموعہ جو ہم میں سے کسی کا بھی ہے، فانی ہے۔"(۶)

جینز کے بر عکس میمز کے معاملے کو مختلف قرار دیتے ہوئے ڈاکنز لکھتے ہیں:

" اگر آپ دنیا کی ثقافت میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں، اگر آپ کے پاس اچھوتا خیال ہے، آپ ایک خوبصورت دھن تخلیق کرتے ہیں، آپ عمدہ شاعری تخلیق کرتے ہیں، تو یہ تمام چیزیں آپ کے جینز ختم ہو جانے کے بہت عرصہ بعد بھی زندہ رہیں گی۔ سقراط کے جینز شاید ہی اب دنیا میں موجود ہوں لیکن جیسا کہ جی سی ولیمز نے کہا ہے، لیکن کس کو پرواہ ہے؟ سقراط، لیونارڈو، کوپرنیکس اور مارکونی کے میم کمپلیکس اتنا وقت گزر جانے کے باوجود اب بھی مضبوط ہیں۔"(۷)

طاقت ور میمز پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکنز خدا کے تصور پر بات کرتے ہیں۔ تصور خدا ایک قدیم خیال ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ خیال میم پول میں کس طرح پیدا ہوا۔ شاید یہ تصور کسی آزادانہ اور اچانک اٹھنے والی تبدیلی سے وجود میں آیا ہوگا، کیسے یہ تصور نقل در نقل، خودکار طریقے سے اگلی نسلوں کو منتقل ہوتے ہوئے نہ صرف آج قائم ہے بلکہ ہمارے کلچر میں سرائیت کرتا چلا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس خدا کے تصور یا خیال کو آرٹ اور فنون لطیفہ نے

مدد فراہم کی ہو گی جس کے نتیجے میں یہ نظریہ اپنی شدت کے ساتھ قائم رہا۔اس نظریے کی بقا کی قدر (Survival Value)اتنی زیادہ کیوں ہے، اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ڈاکنز لکھتے ہیں:

”خدا کے تصور کے بقا کی قدر اس لیے بہت زیادہ ہے کہ یہ تصور انسان کے لیے ایک نفسیاتی تشفی کا باعث بنتا ہے۔ یہ تصور انسان کو اس کے وجود کے بارے میں بہت سے پریشان کن سوالات کا موثر جواب فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس تصور کی مدد سے انسان یہ بھی خیال کرتا ہے کہ اس دنیا کی ناانصافیوں اور زیادتیوں کا ازالہ اگلی دنیا میں ہو جائے گا اور خدا ان کے تمام دکھوں کا مداوا کرے گا اور انہیں انعام واکرام سے نوازے گا۔“(۸)

وہ اس دنیا کے بعد اگلی زندگی یا جزاو سزا کے تصور کو بھی تصور خدا کے ساتھ جوڑتا ہے اور جہنم کی آگ کے خیال کو گہرے نفسیاتی اثر کے باعث خود کو جاوداں رکھنے والا ایک خیال سمجھتے ہیں۔ تصور جزا و سزا کے گاڈ میم سے انسلاک کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دونوں میم ایک دوسرے کو تقویت فراہم کرتے ہیں اور میم پول میں ایک دوسرے کی بقا میں مددگار بھی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کا نظریہ اتنی تیزی اور شدت سے پھیلا اور اس نے آنے والی نسلوں کے انفرادی شعور کو بھی متاثر کیا۔ کسی بھی کلچر میں خدا کے وجود کے نظریہ کی مقبولیت کا سبب انسان کے اپنے وجود یا اسکے اثبات کے ساتھ منسلک ہونا بھی ہے۔

ڈاکنز نے اس کتاب میں اس بات کی تفصیلی وضاحت پیش نہیں کی کہ کس طرح دماغ میں معلومات کی اکائیاں نقل ہوتی ہیں اور کس طرح انسانی رویے ثقافت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کی کتاب ”The Selfish Gene“ کا بنیادی موضوع جینیات ہے۔ وہ اس کتاب کے اختتامی حصے میں ممیات کا نظریہ پیش کرتے ہیں، جو بہت جامع یا مفصل نظریہ نہیں ہے۔ لیکن اس کتاب کے نتیجے میں بہت سے محققین نے اس موضوع پر غور و فکر کرنا اور لکھنا شروع کر دیا اور اس ماڈل نے مطالعے کے ایک نئے شعبہ علم کی بنیاد ڈالی جو ثقافت کی خود ساختہ اکائیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔

ممیات کی یہ تحریک 1980 کی دہائی کے وسط میں شروع ہوئی جب ڈگلس ہوفسٹڈٹر (Douglas Hofstadter) کی کتاب “Metamagical Themas: Questing for the Essece of mind and pattern” مطبوعہ 1985 نے ان مباحث کو آگے بڑھایا۔ وہ میم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"The ideosphere's counterpart to the biosphere's gene-is

meme, rhyming with "theme" or "scheme". As a library is an organized collection of books, so a memory is an organized collection of memes. And the soup in which memes grow and flourish-the analogue to the "primordial soup" out of which life first oozed-is the soup of human culture."(9)

یہ کتاب دراصل ڈگلس کے ان کالموں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے معروف سائنس میگزین سائنٹفک امریکن(Scientific American)کے لیے تحریر کیے۔انہوں نے ایک کالم "On Viral sentences and Self-Replicating system" میں ڈاکنز کے میم کے نظریہ اور ممیات پر تفصیلی گفتگو کی۔ بعدازاں آریل لوکاس(Arel Lucas)نے بھی یہی تجویز پیش کی کہ میم کے مطالعے کے علم کو جینیٹکس کی طرز پر ممیٹکس ہی کہنا چاہیے۔اسی موضوع پر ٹفٹس یونیورسٹی کے استاد ڈینیل سی ڈینیٹ (Daniel C. Denett)کی کتاب "Consciousness Explained" ۱۹۹۱ میں شائع ہوئی انہوں نے اس کتاب میں میم کے تصور کو تھیوری آف مائنڈ کے ساتھ جوڑا۔

اسی دور میں ممیات نظریاتی مباحث کے ساتھ ساتھ ادب بالخصوص فکشن کا موضوع بھی بننے لگا۔اسے نیل سٹیفنسن(Neal Stephenson)نے اپنے ایک سائنس فکشن ناول "Snow Crash" مطبوعہ ۱۹۹۲ کا تھیم (موضوع) بنایا۔ ممیات کی تحریک کا ایک اہم نام ڈگلس رشکوف (Douglas Rushkoff) ہے۔ جنہوں نے اپنی کتاب "Media Virus: Hidden agenda in popular culture" (مطبوعہ ۱۹۹۵) میں ممیات کو جدید انداز میں متعارف کرایا۔

ممیات پر تحقیقی آرٹیکلز پر مبنی ایک ای جرنل "Journal of Memetics – Evolutionary Models of Information Transmission" بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ جرنل مانچسٹر میٹروپولٹین یونیورسٹی انگلینڈ سے ۱۹۹۷ میں جاری ہوا۔اس مجلے کی ویب سائٹ پر اس کے مقاصد کچھ یوں درج ہیں:

"The journal of memetics seeks to develop the memetic perspective, with space devoted to relevant evolutionary issues and other related topics. We seek to discuss issues

concerning memetics such as:

- Mechanisms involved in evolutionary processes. Comparisons of different models of evolution are especially welcome.
- Philosophical or theoretical issues concerning epistemology and evolution
- Boundaries of the evolutionary approach
- Empirical research
- Fundamental approaches aiming at structuring the field of memetics as a science."(10)

یہ ایک ششماہی جرنل ہے جو ۲۰۰۵ تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ اس مجلے کے سترہ شمارے منظر عام پر آئے جو ممیات کی تحقیق کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔ اس جرنل میں شائع شدہ تمام تحقیقی مضامین کو اس کی ویب سایٹ http://cfpm.org/jom-emit/about.html سے پڑھا اور محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

ممیات پر ایک مفصل اور جامع کتاب "Virus of the mind, The New science of the meme" کے نام سے ۲۰۰۹ میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے مصنف امریکہ کے معروف کمپیوٹر پروگرامر اور مصنف رچرڈ براوڈی (Richard Brodie) ہیں جو مائیکروسافٹ ورڈ کے موجد بھی ہیں۔ بارہ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں میمز کی تعریف، ارتقا، بنیاد، اقسام اور دیگر مبادیات پر تفصیلی گفتگو کی گی ہے۔ وہ میم کی وضاحت بیالوجی اور کمپیوٹر کی اصطلاحات کے ساتھ تقابل کے ذریعے کچھ یوں کرتے ہیں:

بیالوجی	کمپیوٹر	دماغ
جینز	مشینی ہدایات	میمز
سیل	کمپیوٹر	دماغ
ڈی این اے	مشینی زبان	دماغ کے اندر علم کی پیشکش
وائرس	کمپیوٹر وائرس	دماغ کا وائرس
جین پول	سافٹ ویئر	میم پول
بیضہ	الیکٹرانک بلیٹن بورڈ	نشرواشاعت

	پوسٹنگ	
جاندار	آپریٹنگ سسٹم	ثقافتی ادارہ
جینز اور ان کی اعلیٰ درجہ بندی	مشینی فن تعمیر کا پروگرام	کلچر
حیاتیات	سکیورٹی ہول	رویہ، طرز عمل (۱۱)

ممیات پر نظریاتی اور اطلاقی سطح پر مسلسل لکھا جارہا ہے۔ لیکن اردو زبان میں اس طرح کی تحقیق و مباحث تاحال ناپید ہیں۔ ادب اور ثقافت ایک دوسرے کا ناگزیر جزو ہیں۔ ادب ثقافت کی منتقلی کا ایک اہم ٹول بھی ہے۔ لیکن دیگر نئے شعبہ علوم اور ادبی و تنقیدی رجحانات کی طرح یہ اصطلاح بھی اردو دنیا کے لیے نئی ہے۔۔ اردو زبان میں ثقافت کی منتقلی کے طریقہ کار اور اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل کو منطقی اور سائنسی بنیادوں پر سمجھنے کے لیے تاحال کوئی قابل قدر کاوش نہیں ہوئی۔

حوالہ جات

1. Richard Dawkins, The Selfish gene, New York: Oxford University, Press, 2006, P 192
2. Micheal Payne and Jessica Rae Barbera, A Dictionary of cultural and critical theory, UK, Wiley –Blackwell, 2010, p80
3. The Selfish gene, P 192
4. Same as above, P 194
5. Same as above, P 192
6. Same as above, p 199
7. Same as above, p 199
8. Same as above, p 193
9. Douglas Hofstadter, Metamegical Themas: Questing for the Essece of mind and pattern,UK, Penguin books, 1985, P 51
10. http://cfpm.org/jom-emit/about.html dated 02-09-2022
11. Richard Brodie, Virus of the mind, The New science of the meme, Hay House, 2009, P 37